جمعیّت اِشاعتِ اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار کراچی ۷۴۰۰۰
Ph : 021-32439799 Website : www.ishaateislam.net

نام کتاب : نماز میں تعظیم مصطفیٰ ﷺ

مؤلف : مناظر اہلسنت مفتی محمد شوکت علی سیالوی مدظلہ العالی

سن اشاعت : ذیقعد ۱۴۳۱ھ/اکتوبر ۲۰۱۰ء

تعدادِ اشاعت : ۳۰۰۰

ناشر : جمعیت اشاعت اہلسنت (پاکستان)

نور مسجد کاغذی بازار میٹھادر، کراچی، فون: 32439799

خوشخبری: یہ رسالہ website: www.ishaateislam.net پر موجود ہے۔

پیش لفظ

الحمد للہ رب العالمین و الصلوٰۃ و السلام علی سیدنا و مولانا محمد و علی آلہ و اصحابہ اجمعین

وہابیوں اور دیگر بدمذہب لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نمازی کو اپنی توجہ کسی بھی مخلوق کی طرف مبذول نہیں کرنی چاہیے حتی کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا تصور باندھ لیا تو نماز ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے، اس کے برعکس اگر کسی حقیر سی مخلوق گاؤ خر کی طرف متوجہ ہو گیا تو اتنا خطرہ نہیں۔

اور اسماعیل دہلوی کا کہنا ہے کہ نمازی کا دورانِ نماز شیخ یا انہیں جیسے بزرگان خواہ آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات ہی ہوں کی جانب اپنی توجہ مبذول کر دینا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ (العیاذ باللہ) پھر آگے سبب لکھا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال جب آئے گا اور توجہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف جائے گا تو آپ کی تعظیم دل میں پیدا ہوگی اور دوران نماز آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم کی شرک کی طرف کھینچ کر لے جائے گی۔

جب کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اس علالت میں کہ جس میں آپ کا وصال باکمال ہوا، ایک بار حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر مسجد کی طرف دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں مشغول تھے، حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت فرما رہے تھے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے چند لمحے بعد پردہ گرا دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی نظروں سے اوجھل ہو گئے، صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے پردہ اٹھایا تھا تو ہماری حالت ایسی ہو گئی تھی جو کہ بیان سے باہر، سب لوگ بے خود ہو گئے اور قریب تھا کہ نماز توڑ دیتے۔

اور ''صحیح بخاری'' کی ایک حدیث شریف میں حضرت ابو سعید بن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ:

كنتُ أصلي فمرّ بي رسولُ الله ﷺ فدعاني فلم اته حتى صليتُ ثم أتيتُه فقال ما منعك أن تأتي ألم يقلِ اللهُ ﴿يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِيْبُوْا لِلّٰهِ وَ لِلرَّسُوْلِ دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيْكُمْ﴾

یعنی ،فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے بلایا مگر میں آپ کی خدمت میں نہیں آیا نماز جاری رکھی ،نماز مکمل کر کے حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا کہ جب میں نے تجھے بلایا تھا تو کس چیز نے تجھے روکا؟ کیا اللہ عز وجل نے قرآن پاک میں نہیں حکم دیا ،اے ایمان والو! جب بھی میرے رسول کا بلاوا آئے فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

نماز میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا خیال آنا تو لازمی جزء ہے کیونکہ جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو تمام ارکانِ سنت ہی کے مطابق ادا کرتے ہیں ،چاہے رکوع ہو یا سجود ،اور تشہد میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات پر درود پڑھنا بھی ضروری ہے اور جب سنت بھی ہو اور درود بھی تو خیال کیوں نہیں آئے گا۔

زیر نظر رسالہ میں مؤلف نے دو باتوں کو ملحوظ رکھ کر ان پر بحث کی ہے (۱) دورانِ نماز گائے بیل ،گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے کو اسماعیل دہلوی برا جانتا ہے لیکن کیا واقعی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی طرف اپنی توجہ کر دینا غلط ہے؟ (۲) دورانِ نماز نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف توجہ کر دینے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان مذکورہ رسالہ کو مسلمانوں کی اصلاح کے پیش نظر اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے 198 ویں نمبر پر شائع کر رہی ہے ،دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے پیاروں کے طفیل مؤلف ،اراکین ادارہ کی اس سعی کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور اسے خواص وعوام کے لئے نافع بنائے۔ آمین

سید محمد طاہر نعیمی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سیدنا ومولانا

محمد وعلی اصحابہ اجمعین ۔ اما بعد

پیش لفظ

گذشتہ دنوں میرے ایک ہونہار طالبعلم عزیزی حافظ محمد امان اللہ چشتی آف ڈیرہ غازی خان ایک کتابچہ لے کر آئے جو کہ مسلک دیوبند کے ایک بہت بڑے حضرتِ اقدس فقیہہ العصر اور مفتی اعظم مفتی رشید احمد صاحب کے ایک وعظ پر مشتمل ہے۔ جسے کتاب گھر ناظم آباد نمبر 4 کراچی سے شائع کیا گیا ہے۔ اس کتابچہ کے صفحہ 45 اور صفحہ 46 پر تحریر ہے۔ کہ کہیں لکھا ہے کہ نمازی کو اپنی توجہ کسی بھی مخلوق کی طرف مبذول نہیں کرنی چاہیے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ کا تصور باندھ لیا تو نماز ٹوٹ جانے کا اندیشہ ہے اس کے برعکس اگر کسی حقیر سی مخلوق گاؤ خر کی طرف متوجہ ہو گیا تو اتنا خطرہ نہیں'' اس بات کو بدعقیدوں نے بہت اچھالا ہے۔ کہ وہابی کتنے گستاخ ہیں یہ کہتے ہیں ۔ رسول اللہ ﷺ کا خیال لانے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور گدھے کا خیال لانے سے نہیں ٹوٹتی ۔ نعوذ باللہ! ایک بدعتی نے یہ اشکال میرے سامنے بھی دہرایا۔ میں نے کہا! حدیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مرض الموت میں ایک بار حجرہ مبارکہ کا پردہ ہٹا کر مسجد کی طرف دیکھا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نماز میں مشغول تھے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ امامت کر رہے تھے ۔ رسول اللہ ﷺ

نے چند لمحے بعد پردہ گرا دیا اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی نظروں سے پھر اوجھل ہو گئے ۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں ۔ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے پردہ اٹھایا تھا ہماری حالت ایسی ہو گئی تھی جو کہ بیان سے باہر ہے ۔ سب لوگ بے خود ہو گئے اور قریب تھا کہ نماز توڑ دیتے ۔ یہ تھے سچے محب اور پکے عاشق یا محبوب پر نظر پڑتے ہی حال سے بے حال ہو گئے اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹ گئی ۔ اگر رسول اللہ ﷺ پردہ نہ گرا دیتے تو ان حضرات کی نماز ٹوٹ جاتی ۔ بتایئے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نماز ٹوٹنے لگی تھی یا نہیں؟ اس کی بجائے کوئی اور مخلوق ان کے سامنے آ جاتی تو ان کا اس طرف خیال تک نہ جاتا'' نماز ٹوٹنا تو درکنار۔

ان بدعقیدوں کو تو عشق کی ہوا بھی نہیں لگی ۔ شاہ شہید کا مسئلہ بدعقیدوں کے لیے نہیں عشاق کے لئے ہیں ۔ انہیں اگر رسول اللہ ﷺ کا خیال آ گیا اور وہ آپ کی طرف متوجہ ہو گئے تو وہ بے قابو ہو جائیں گے بے خود ہو جائیں گے اور ان کی نماز ٹوٹ جائے گی ۔ شاہ شہید سچے عاشقوں کی بات کر رہے ہیں ۔

''اور یہ بدعتی اسے اپنے اوپر قیاس کر کے واویلا کر رہے ہیں'' یہ ہیں اس کتابچہ میں مفتی رشید احمد صاحب کے ارشاد جو بندہ نے حرف بہ حرف نقل کر دیئے ہیں اس حوالہ سے چند ایک معروضات رقم کرنے کی جسارت کرتا ہوں ۔

سب سے پہلے تو آیئے دیکھتے ہیں شاہ اسماعیل صاحب کا وہ کلام جس کا

دفاع اپنے اس ارشاد میں کر رہے ہیں۔

شاہ اسماعیل دہلوی کی گستاخانہ عبارت

چنانچہ شاہ اسماعیل دہلوی اپنی کتاب صراط مستقیم میں لکھتا ہے۔ ''بمقتضائے ظلمت'' بعضہا فوق بعض '' زناء کے وسوسے سے اپنی بیوی کی مجامعت کا خیال بہتر ہے اور شیخ یا انہی سے اور بزرگوں کی طرف خواہ جناب رسالت مآب ہی ہوں۔ اپنی ہمت کو لگا دینا اپنے بیل اور گدھے کی صورت میں مستغرق ہونے سے زیادہ برا ہے۔ کیونکہ شیخ کا خیال تعظیم اور بزرگی کے ساتھ انسان کے دل میں چمٹ جاتا ہے اور بیل اور گدھے کے خیال کو نہ اس قدر چسپیدگی ہوتی ہے اور نہ تعظیم۔ بلکہ حقیر اور ذلیل ہوتا ہے اور غیر کی تعظیم اور بزرگی جو نماز میں ملحوظ ہو وہ شرک کی طرف کھینچ لے جاتی ہے''

(صراط مستقیم 169 مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور)

مذکورہ قول کی وضاحت

شاہ اسماعیل دہلوی فرما رہے ہیں کہ جیسے بعض اندھیرے دوسرے اندھیروں کی نسبت گہرے اور زیادہ تاریک ہوتے ہیں اسی طرح نماز میں زناء کا وسوسہ آنے لگے تو بیوی سے مجامعت کا خیال کر لینا بہتر ہے۔

معلوم نہیں شاہ صاحب سرے سے خیال اور وسوسے کو جھٹک دینے کی بات کیوں نہیں کرتے بلکہ بیوی سے ہم بستری کی طرف راغب ہو جانے میں بہتری کی صورت ارشاد فرماتے ہیں؟ چاہیے تو یہ تھا کہ: شاہ صاحب اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی طرف

متوجہ ہونے کی نمازی کو تلقین فرماتے اور بتاتے کہ تم کہاں کھڑے ہو اور کس کی بارگاہ میں کھڑے ہو؟

یہاں تک اپنے ارشاد میں شاہ صاحب دہلوی نے زناء اور اپنی بیوی سے مجامعت کا تقابل کراتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ نمازی کے لئے زناء کے وسوسے میں مبتلاء ہو جانے کی نسبت بیوی سے مجامعت کے خیال میں چلے جانا بہتر ہے۔ کیونکہ اس میں کم خرابی ہے۔ اور زناء کے وسوسے میں اس کی نسبت زیادہ خرابی ہے۔

بمقتضائے ''ظلمت'' بعضہا فوق بعض '' آگے شاہ صاحب نے ایک دوسرا تقابل نمازی کے سامنے رکھا ہے کہ: نمازی کا دوران نماز شیخ یا انہیں جیسے بزرگان خواہ آقا نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکات ہی ہوں کی جانب اپنی توجہ کو مبذول کر دینا اپنے بیل اور گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے سے زیادہ برا ہے''۔ پھر آگے سبب بیان فرمایا ہے کہ نبی کریم ﷺ کا خیال جب آئے گا اور توجہ نبی کریم ﷺ کی طرف جائے گا تو آپ کی تعظیم دل میں پیدا ہوگی اور دوران نماز آپ ﷺ کی تعظیم شرک کی طرف کھینچ لے جائے گی۔

تحقیق طلب دو باتیں

درج بالا قول میں دو باتیں تحقیق طلب ہیں۔

(1)۔ دوران نماز گائے بیل، گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے کو شاہ صاحب برا مانتے ہیں لیکن کیا واقعی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی طرف

اپنی توجہ کر دینا گائے، بیل، گدھے کے خیال میں مستغرق ہو جانے اور ڈوب جانے سے زیادہ برا ہے؟

(2)۔ دوران نماز نبی ﷺ کی طرف توجہ کر دینے کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟

ہم اہل سنت والجماعت حنفی، بریلوی اپنے عقیدہ کے اثبات کے لئے اس گفتگو کو دو ابحاث میں تقسیم کرتے ہیں۔

بحث اوّل

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بلانے سے نمازی کا آپ کی طرف متوجہ ہونا

(1)۔**قول باری تعالیٰ**:۔قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے۔

"یَاأَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُو ا اسْتَجِیبُو لِلہ وَلِلرَّ سُولِ اِذَا دَعَاکُم لِمَا یُحیِیکُم

"یعنی اے ایمان والو! فوراً حاضر ہو جایا کرو اللہ کی بارگاہ میں رسول علیہ والسلام کی بارگاہ میں جب بھی وہ میرا رسول علیہ السلام تمھیں بلائے"

(پارہ نمبر 9 سورۃ الانفال آیت نمبر 24)

اذا کلمہ عموم ہے معنی یہ ہے کہ چاہے نماز میں ہو یا نماز کے باہر، جب بھی میرے نبی علیہ السلام کا بلاوا آئے فوراً حاضر ہو جایا کرو۔

احادیث کریمہ

حدیث نمبر 1:۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں حضرت ابو سعید ابن معلّٰی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ارشاد صحیح سند کے ساتھ موجود ہے۔فرمایا کہ:۔ کنت اصلی فمر بی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فدعانی فلم اتہ حتی صلیت ثم اتیتہ فقال ما منعک ان تاتی الم یقل اللہ یا ایھاالذین امنو ا استجیبو للہ و للرسول اذا دعاکم لما یحییکم الخ "یعنی فرمایا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا میرے پاس سے گزر ہوا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بلایا مگر میں آپ کی خدمت میں نہیں آیا نماز جاری رکھی نماز مکمل کر کے حاضر خدمت ہوا تو ارشاد فرمایا۔کہ جب میں نے تجھے بلایا تھا تو کس چیز نے تجھے روکا؟ کیا اللہ عزوجل نے قرآن پاک میں نہیں حکم دیا؟ اے ایمان والو! جب بھی میرے رسول ﷺ کا بلاوا آئے فوراً حاضر ہو جایا کرو"

(صحیح بخاری شریف ج 2 ص 669 کتاب التفسیر)

نوٹ:۔ مذکورہ بالا حدیث ذیل کی کتب احادیث میں بھی مذکورہ وسطور ہے۔

-1 صحیح بخاری شریف ج 2 ص 642

-2 سنن ابی داؤد حدیث نمبر 1445

-3 سنن نسائی حدیث نمبر 912

-4 سنن ابن ماجہ حدیث نمبر 3785

-5 سنن دارمی حدیث نمبر 3347

-6 بیہقی شریف سنن کبریٰ جلد نمبر 2 ص 368

-7 مسند امام احمد جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 211

8- معجم کبیر طبرانی ج22 ص203

حدیث نمبر2:۔ امام ابوداؤ اور امام نسائی کی سند میں یہ حدیث ہے کہ حضرت ابو سعید ابن معلیٰ رضی اللہ عنہ نماز پڑھ کر نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے۔تو آپ نے پوچھا میرے بلانے پر فوراً کیوں نہیں آئے؟عرض کی ”میں نماز پڑھ رہا تھا“ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ”کیا اللہ تعالیٰ نے نہیں فرمایا کہ:اللہ عزوجل اور رسول ﷺ کے بلانے پر فوراً حاضر ہو جایا کرو“۔

حدیث نمبر3:۔ امام محمد بن جریر الطبری (المتوفی 310ھ) نے تفسیر طبری میں صحیح سند کے ساتھ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی ہے کہ:۔

خرج رسول الله صلى الله عليه وسلم على ابى وهو يصلى فدعاه اى ابى فالتفت اليه ابى ولم يجبه ثم ان ابيا خفف الصلوة ثم انصرف الى النبى صلى الله عليه وسلم فقال السلام عليك اى رسول الله قال وعليك ما منعك اذ دعوتك ان تجيبنى ؟ قال يا رسول الله صلى الله عليه وسلم ! كنت اصلى قال افلم تجد فيما اوحى الى استجيبو ا لله و للرسول اذا دعاكم لما يحييكم قال بالى يا رسول الله ! لا اعود ” یعنی آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر ہوا تو وہ نماز پڑھ رہے تھے۔نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں آواز دی انہوں نے توجہ کی مگر نماز کو جاری رکھا۔لیکن نماز میں تخفیف کر دی یعنی جلدی

نماز کر کے نبی علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور سلام عرض کیا۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب ارشاد فرمایا اور ساتھ ہی فرمایا کہ:جب میں نے تجھے بلایا تھا تو کس چیز نے تجھے روک لیا؟عرض کی یا رسول اللہ ﷺ !میں اللہ اور رسول علیہ السلام کی بارگاہ میں فوراً حاضر ہو جایا کرو جب رسول علیہ السلام کا بلاوا آ جائے؟عرض کیا یا رسول اللہ!بالکل قرآن میں یہ حکم موجود ہے آئندہ ایسا نہیں کروں گا“۔

(تفسیر طبری ج6 جز نمبر9 ص142 مطبوعہ دارالمعرفہ بیروت)

درج بالا حدیث شریف ترمذی شریف میں حدیث نمبر2884 پر موجود ہے جبکہ سنن نسائی میں حدیث نمبر8010 کے تحت موجود ہے۔

نتیجہ احادیث

صحت کے ساتھ حضرت ابوسعید حارث بن نفیع ابن المعلی (المتوفی 74ھ) اور حضرت ابی بن کعب سید المسلمین (المتوفی 32ھ) دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کے متعلق ثابت ہو گیا کہ خود صاحب قرآن صلی اللہ علیہ وسلم نے سورۃ الانفال کی آیت نمبر24 پڑھ کر حکم دیا کہ اگرچہ تم نماز میں تھے۔مگر جب میری آواز سن لی تھی تو تم پر فرض ہو گیا تھا کہ نماز کو ادھر ہی روکتے اور فوراً میری بارگاہ میں حاضر ہو جاتے۔

حضرت ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ کی حدیث صحیح میں الفاظ ہیں ”خفف الصلوٰۃ “یعنی انہوں نے نماز میں تخفیف کی۔قرات و تسبیحات کو کم تعداد میں پڑھ کر جلدی سے سلام پھیر کر حاضر خدمت ہو گئے۔مگر اس کے باوجود نبی علیہ

السلام نے قبول نہیں فرمایا اور حکم یہ دیا کہ: جیسے ہی میرا بلاوا سنا تھا فوراً حاضر ہونا فرض تھا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ: نمازی سجدے میں **سبحان ربی الا علی** پڑھتا ہے۔ **سبحان ربی** تک پڑھ چکا ہے اور اعلی کہنا باقی تھا کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے یاد فرمالیا۔ آیت قرآنی ''**اذا دعاکم**'' کا تقاضہ اور نبی علیہ السلام کا حکم یہ ہے کہ آگے اعلی کہنے کی اجازت نہیں فوراً حاضر ہونا فرض ہو چکا ہے۔ جتنی تاخیر ہوگی نمازی گناہ گار ہوگا۔ نبی علیہ السلام کے بلاوے کے آجانے کے بعد نماز نماز نہ رہے گی۔ بلکہ اُلٹا نماز پڑھنا اور جاری رکھنا نمازی کے حق میں نافرمانی اور گناہ بن رہی ہوگی۔ قطعا واضح ہوگیا کہ نبی علیہ السلام کے بلاوے پر دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کرنا اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوجانا فرض ہے۔ نہ کہ ناجائز یا کوئی برا کام۔

علامہ سید محمود آلوسی علیہ الرحمۃ کا استدلال

علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (المتوفی 1270ھ) ارشاد فرماتے ہیں۔

واستدل بالآیہ علی وجوب جابتہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا نادی احدا وھو فی الصلوۃ

یعنی سورۃ الانفال آیت نمبر 24 سے استدلال کیا گیا ہے۔ کہ نمازی حالت نماز میں ہو اور نبی علیہ السلام بلالیں تو نماز چھوڑ کر نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا واجب ہے۔ یہی علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ اگلے صفحہ 277 پر فرماتے ہیں۔

(تفسیر روح المعانی پارہ 9 ج 5 ص 276)

وایدالقول بالوجوب لما اخرجہ الترمذی النسائی عن ابی ھریرۃ انہ صلی اللہ علیہ وسلم مر علی ابی بن کعب و ھو یصلی (الحدیث)

''یعنی ترمذی ونسائی میں حدیث ابی ھریرہ ابی بن کعب کے متعلق ہے اس سے دوران نماز نبی علیہ السلام کے بلاوے پر حاضری کے وجوب کی تائید ہوتی ہے۔''

قرآن پاک میں ''استجیبو'' امر کا صیغہ ہے جس کا وجوب بخاری کی حدیث ابی سعید ابن معلی اور ترمذی ونسائی کی حدیث حسن صحیح ابی بن کعب سے قطعاً ثابت ہوتا ہے۔

البتہ علمائے کرام نے یہاں ایک اور بحث اٹھائی ہے کہ نماز کو وہیں چھوڑ کر آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں حاضر ہو جانا تو واجب ہے لیکن آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے سبب نماز ٹوٹ جائے گی کیونکہ اللہ عزوجل نے حکم دیا ہے ''استجیبو'' فوراً حاضر ہوجاؤ ''اذا دعاکم'' جب بھی میرا پیارا رسول علیہ السلام بلائے۔

تو دوران نماز جب اللہ عزوجل کا خود حکم ہے اور یہی بات نبی علیہ الصلوۃ والسلام حضرت ابوسعید معلی اور حضرت ابی بن کعب رضی اللہ عنھما سے فرمارہے ہیں تو اللہ عزوجل کے حکم کی وجہ سے اور امتثال امر الٰہی سے نماز کیوں ٹوٹے گی؟

تفسیر روح المعانی میں ہے۔

وعن الشافعی ان ذلک لا یبطلھا لا نھا ایضا اجابۃ

''یعنی سیدنا امام شافعی (المتوفی 204ھ) فرماتے ہیں کہ نماز نہ ٹوٹے گی کیونکہ نبی علیہ السلام کی جانب جانا بھی فرض ہے۔ (روح المعانی ج5 ص276)

امام جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ کا نظریہ

امام جلال الدین سیوطی شافعی (المتوفی 911ھ) فرماتے ہیں۔ ''وانہ یجب علیہ اجابتہ اذا دعاہ ولا تبطل صلاتہ'' یعنی بے شک جب بھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام بلائیں تو آپ کی بارگاہ کی حاضری فوراً واجب ہے۔

(خصائص کبریٰ ج2 ص443 مطبوعہ مکتبہ حقانیہ پشاور)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کا نظریہ

حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ ''بعض علماء کا قول ہے کہ دوران نماز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت پر جواب دینے سے نماز نہیں ٹوٹتی بعض نے کہا کہ اگر کسی فوری کام کے لئے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے دعوت دی ہو۔ تو اس کی تعمیل کے لئے نماز توڑ دینا لازم ہے۔

پہلا قول زیادہ قوی ہے ورنہ جو دینی ضروری کام کے لئے جو تاخیر سے فوت ہو رہا ہو نماز توڑ دینا جائز ہے۔

(دعوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی کیا خصوصیت ہے)

یعنی حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ کے نزدیک نماز نہ ٹوٹنے والا قول زیادہ قوی ہے۔ (تفسیر مظہری ج5 ص72 مترجم مطبوعہ ایچ ایم سعید کمپنی کراچی)

حضرت علامہ خازن علیہ الرحمۃ کا نظریہ

امام خازن یعنی علامہ علاؤ الدین علی بن محمد بغدادی فرماتے ہیں۔

''ھذہ الآیۃ تدل علی انہ لابد من الاجابۃ فی کل ما دعا اللہ ورسولہ الیہ'' یعنی یہ آیت دلالت کرتی ہے اس بات پر کہ اللہ اور اس کے رسول علیہ السلام کا حکم جب بھی جس معاملہ میں ہو حاضر ہونا اور بجالانا فرض ہے۔

(تفسیر خازن جلد نمبر 2 ص177 مطبوعہ۔ بیروت۔ لبنان)

امام ابوحیان اندلسی کا نظریہ

امام ابوحیان اندلسی (المتوفی 754ھ) فرماتے ہیں وظاھدا استجیبو للوجوب و لذلک قال صلی اللہ علیہ وسلم لابی حین دعا و ھو فی الصلوۃ انح''

''یعنی قرآن پاک میں استجیبو حاضر ہو جاؤ وجوب کے لئے آیا ہوا ہے جیسا کہ حدیث ابی بن کعب اس پر دلالت کرتی ہے۔''

(تفسیر البحر المحیط ج4 ص481 مطبوعہ دار الفکر بیروت)

علامہ سلیمان بن عمر کا نظریہ

علامہ سلیمان بن عمر الشافعی یعنی امام الجمل (المتوفی 1204ھ) فرماتے ہیں۔

"وحدا الضمیر فی قوله اذا دعاكم" لا ن استجابة الرسول صلى الله عليه وسلم استجابة لله تعالى"

"یعنی اذ ادعاکم میں ھوضمیر فاعل واحد اس لیے لائی گئی کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری اللہ کی بارگاہ کی ہی حاضری ہے۔

(تفسیر جمل ج2 ص237 مطبوعہ احیاء التراث العربی بیروت)

علامہ عبداللہ بن احمد محمود نسفی کا نظریہ

علامہ امام عبداللہ بن احمد بن محمود النسفی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

"استجابة الرسول صلى الله عليه وسلم كا ستجابته" یعنی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ کی حاضری اللہ تعالیٰ کی بارگاہ کی حاضری کی طرح ہے۔

(تفسیر مدارک ج1 ص583 (مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

نتیجہ نظریات

نظریات درج بالا سے یہ بات قطعاً واضح ہوگئی کہ علمائے اسلام یہ نظریہ رکھتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ اقدس میں یہ مقام محبوبیت ہے کہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہونا اللہ تعالیٰ ہی کی بارگاہ میں حاضر ہونے کے مترادف ہے لہذا بندہ نماز میں ہو اور نبی کریم علیہ السلام کا فرمان آجائے تو فرض ہے کہ نماز اسی مقام پر روک دی جائے اور نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں فوراً بلا تاخیر حاضر ہو جائے اور نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضری سے نماز فاسد بھی نہ ہوگی بلکہ جہاں

سے چھوڑی تھی وہیں سے آکر دوبارہ آگے شروع کی جائے گی کیونکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتیں جدا جدا ہیں مگر دونوں کی بارگاہ ایک ہے نماز سے نبی علیہ اسلام کی طرف بھی وہ اللہ کے حکم پر گیا ہے۔ لہذا نہ نماز فاسد ہوئی اور نہ ہی نماز میں کوئی نقص آیا۔

مفتی دیوبند کا نظریہ

آخر پر علمائے دیوبند میں سے ایک ممتاز علمی شخصیت مفتی دیوبند محمد شفیع کی تحقیق پر بحث اول کا خاتمہ کرتا ہوں۔ مفتی رشید احمد تو فوت ہوگئے ہیں۔ شاید ان کے متبعین کے لئے ذریعہ فلاح وہدایت ہو جائے۔ مفتی محمد شفیع اپنی تفسیر معارف القرآن میں لکھتا ہے۔

ترمذی اور نسائی نے بروایت حضرت ابو ہریرہ نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک روز حضرت ابی بن کعب کو بلایا۔ ابی بن کعب نماز پڑھ رہے تھے جلدی جلدی نماز پوری کر کے حاضر ہوئے آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے پکارنے پر آنے میں دیر کیوں لگائی؟ ابی بن کعب نے عرض کیا میں نماز میں تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد نہیں سنا۔

"یا ایھا لذین امنو استجیبو الله اللرسول اذا دعاكم لما يحييكم

ابی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آئندہ اس کی اطاعت کروں گا

اگر بحالت نماز بھی آپ ﷺ بلائیں گے فوراً حاضر ہو جاؤں گا۔

اس حدیث کی بناء پر بعض فقہاء نے فرمایا کہ حکم رسول ﷺ کی اطاعت سے نماز میں جو بھی کام کریں اس سے نماز میں خلل نہیں آتا اور بعض نے فرمایا کہ اگر چہ خلاف نماز افعال سے نماز قطع ہو جائے گی اور اس کی بعد میں قضا کرنی پڑے گی۔ لیکن کرنا یہی چاہیے کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کسی کو بلائیں اور وہ نماز میں بھی ہو تو نماز کو قطع کر کے تعمیل حکم کرے'' آگے مفتی محمد شفیع دیو بندی کہتا ہے۔

''یہ صورت تو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے۔ لیکن ایسے دوسرے کام جن میں تاخیر کرنے سے کسی شدید نقصان کا خطرہ ہو۔ اس وقت بھی نماز قطع کر دینا اور پھر قضاء کر لینا چاہیے۔ جیسے کوئی نمازی یہ دیکھے کہ نابینا آدمی کنویں میں یا گڑھے کے قریب پہنچ کر گرا چاہتا ہے تو فوراً نماز توڑ کر اس کو بچانا چاہیے''

(تفسیر معارف القرآن ج 4 ص 209 مطبوعہ ادارۃ المعارف کراچی نمبر 14)

مفتی دیو بند کے قول سے درج ذیل باتیں پوری صداقت سے ثابت ہوئیں کہ

1- نبی علیہ السلام کے بلانے پر نماز کو ترک کر کے نبی علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہو جانا فرض وضروری ہے۔

2- بعض فقہائے کرام کا شروع سے یہ مسلک آرہا ہے۔ کہ نمازی جب نبی علیہ السلام کے بلانے پر نماز روک کر چلا جائے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

3- نقل کردہ آخری پیرے سے واضح ہوا کہ ایسے دوسرے کام جن میں تاخیر

کرنے سے شدید نقصان کا خطرہ ہو اس وقت بھی نماز قطع کر دینا ضروری ہے۔

فتاوی عالمگیری کی عبارت:۔

فتاوی عالمگیری میں فرمایا گیا ہے کہ

'' وکذا الا جنبی اذا خاف ان یسقط من سطح او تحرقه النار او یفرق فی المائو استغاث با لمصلی وجب علیه قطع الصلوة '' یعنی اور اسی طرح جب اجنبی کو چھت سے گرنے کا خوف ہو یا آگ اسے جلا ڈالے گی یا وہ پانی میں ڈوب جائیگا اور اس نے نمازی کو مدد کے لئے پکارا تو نمازی پر واجب ہے کہ نماز توڑ ڈالے اور ان کی مدد کرے۔

(فتاوی عالمگیری ج 1 ص 109 مطبوعہ مکتبہ رشید کوئٹہ)

فتاوی شامی کی عبارت:۔

اسی طرح فتاوی شامی میں ہے۔

''نقل عن خط صاحب البحر علی ها مشه ان القطع یکو ن حراما و مبا حا و مستحبا و واجبا '' یعنی نماز توڑنا کبھی تو حرام ہوتا ہے۔ کبھی مباح ہوتا ہے کبھی مستحب اور کبھی واجب ہوتا ہے۔

واجب کی مثال دی ہے۔ والواجب الا حیاء النفس ''یعنی نماز توڑ دینا واجب ہوتا ہے جب کسی کی زندگی کا معاملہ ہو''

(فتاوی شامی ج 2 ص 610 مطبوعہ مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ میں کئی مواقع ایسے ہیں جہاں نماز کو توڑ دینا واجب ہو جاتا ہے۔اوران مواقع پر کام کر کے دوبارہ نماز پڑھ لی جاتی ہے۔

تو گزارش اتنی ساری ہے جب کئی مواقع پر نماز کے توڑنے کا وجوبی امر پایا جاتا ہے تو آقا نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ کی حاضری کے وجوب اوران مواقع کے وجوب میں نبی علیہ السلام کی خصوصیت مبارکہ کون سی رہ جاتی ہے؟۔۔۔۔۔۔

لہٰذا جیسا کہ گزرا کہ صحیح تحقیق یہی ہے اورراجح قول و مذہب یہی ہے کہ میرے آقا نبی علیہ السلام کی بارگاہ کے بلاوے کی وجہ سے نماز روک دینا بھی واجب اور نماز فاسد بھی نہ ہوگی۔جیسا کہ علمائے اسلام کی جماعت کا یہی مسلک وعقیدہ ہے۔

اور ہر ایک جانتا ہے کہ اگر نبی علیہ السلام کے بلانے پر اگر کوئی نبی علیہ السلام کی طرف توجہ ہی نہ کرے گا اور آپ کی بارگاہ کی عظمت کی طرف دھیان ہی نہ کرے گا کہ یہ ایسی بارگاہ ہے کہ مجھے شرعاً حکم ہے کہ نماز فوراً توڑ دوں اور آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو جاؤں تو بتایئے جب تک پہلے نبی علیہ السلام اور آپ کے مقام و مرتبے کی طرف توجہ ہی نہ کی جائے گی تو وہ نماز چھوڑ کر آپکی بارگاہ اقدس میں حاضر کیسے ہوگا؟

معلوم ہوا یہ ایسا مقام ہے جہاں مصطفیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ نہیں ہوتا اور نماز کو ترک نہیں کرتا بلکہ جاری رکھتا ہے تو اُلٹا گناہ گار ہو رہا ہے بحث اول یہاں مکمل ہوئی اب اللہ تعالیٰ کی توفیق سے دوسری بحث شروع کرتے ہیں۔

بحث ثانی

(نبی علیہ السلام کے بلائے بغیر نمازی کا آپ کی طرف متوجہ ہونا)

(احادیث کریمہ)

آقا نبی کریم علیہ السلام کے ایک صحابی ہیں حضرت جناب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ مہاجرین اولین میں سے ہیں ایک قول کے مطابق چھ میں سے چھٹے صحابی ہیں بدری بھی ہیں 37 ھ میں تہتر سال کی عمر میں وفات پائی۔

(تہذیب التہذیب مطبوعہ دارالکتب بیروت ج3 ص121)

جو ہستی اعلان نبوت کے ابتدائی دور سے نبی علیہ السلام کے وصال تک آپ کے ساتھ رہی وہ کوئی تعلیمات اسلامی سے لابلد ہستی نہیں ہے یقیناً وہ توحید و شرک کے مسائل سمجھنے والے ہیں ان کا عمل مبارک ملاحظہ فرمایئے۔

حدیث نمبر 1:۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ کے شاگرد حضرت ابو معمر تابعی رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں سالنا خبابا ! اکان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقراء فی الظہر والعصر **قال نعم قلت بای شیء کنتم تعلمون قراء تہ قال باضطراب لیحتہ** ''

یعنی ہم نے حضرت خباب سے پوچھا کیا نبی علیہ السلام ظہر اور عصر میں قراءت کیا کرتے تھے؟ فرمایا ہاں قراءت کیا کرتے تھے۔ میں نے کہا تم لوگ کیسے جان لیتے تھے کہ نبی علیہ السلام قراءت کر رہے ہیں؟ حضرت جناب رضی اللہ عنہ نے جواب

دیا۔

" آپکی داڑھی مبارک کی حرکت کی وجہ سے ہم جان لیتے تھے کہ آپ قراءت کررہے ہیں" (صحیح بخاری شریف ج1 ص105 مطبوعہ قدیمہ کتب خانہ کراچی)

نوٹ:۔ یہی حدیث پاک صحیح بخاری ج1 ص107 پر بھی ایک دوسری سند کے ساتھ موجود ہے۔

وضاحت حدیث:۔ حضرت خباب رضی اللہ عنہ سے سوال تھا۔

بای شیء کنتم تعلمون:۔ تم لوگ کس طرح معلوم کرلیتے تھے؟

یعنی محض ایک صحابی کا عمل نہیں پوچھا جارہا بلکہ جمع کا صیغہ لایا جارہا ہے البتہ ص107 کی حدیث میں من این علمت کا لفظ ہے یعنی واحد کا صیغہ ہے۔

بہرحال اتنا قطعاً واضح ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں عام ہی نہیں خواص ہستیوں کا یہ طریقہ تھا کہ دوران نماز (جب کہ آپ کے مقتدی ہوتے تھے) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے سے آپ ﷺ کو دیکھتے رہتے تھے جب تک پہلے نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے دیکھنے کا دل میں خیال نہ آتا تھا تو دیکھنے کا عمل کیسے شروع ہوسکتا ہے کیونکہ پہلے دل میں ارادہ پیدا ہوتا ہے پھر عمل کی صورت میں سرانجام پاتا ہے۔

حضرات صحابہ کرام علیہم الرضوان کے دلوں میں دوران نماز نبی علیہ والسلام کا خیال جاگزیں ہوتا تھا اور دوران نماز ہی ان کی نگاہیں نبی علیہ السلام کی جانب اٹھ

جاتیں تھیں اب فرمائیے۔ حضرت خباب رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور باقی صحابہ کرام دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ فرما کر شرک کا ارتکاب کررہے ہوتے تھے؟

حدیث نمبر2:۔ صحیح بخاری شریف میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی صحیح حدیث موجود ہے کہ **قال صلیت مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ . فلم یزل قائما حتی هممتبا مر سو، قلنا ما هممت قال هممت ان اقعد و اذر النبی صلی اللہ علیہ وسلم** "یعنی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ

میں نے ایک رات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز پڑھی نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم مسلسل قیام کی حالت میں رہے۔ حضرت عبداللہ تھک گئے۔ چنانچہ فرماتے ہیں میں نے ایک بڑے کام کا ارادہ کرلیا۔ شاگردوں نے سوال کیا حضور! آپ نے کیا ارادہ کیا؟ فرمایا میں نے ارادہ یہ کیا کہ پیچھے بیٹھ کر نماز پڑھ لوں اور نبی علیہ السلام کو اسی طرح کھڑے ہونے کی حالت میں چھوڑ دوں"

(صحیح بخاری ج1 ص152-153 کتاب التہجد قدیمی کتب خانہ)

توضیح حدیث:۔ امام بخاری علیہ الرحمۃ یہ حدیث کتاب التہجد کے باب طول الصلوٰۃ فی قیام اللیل میں لیکر آئے ہیں اور متن حدیث سے بھی واضح ہے کہ یہ رات کی نفل نماز تھی نفل نماز بیٹھ کر بھی پڑھی جاسکتی ہے صرف ثواب آدھا رہ جاتا ہے اور بیٹھ کر پڑھنا قطعاً جائز ہے جب شریعت مبارکہ میں ایک کام بالکل درست اور جائز ہے تو وہ

امر سوء اور برا کام کیسے بن گیا؟

وہ فی نفسہ برا کام نہ تھا مگر صرف آقا نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ کے آداب کے منافی تھا عبداللہ بن مسعود فرماتے ہیں۔ اگرچہ شرعاً جائز تھا مگر یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ میرے آقا علیہ السلام تو کھڑے ہوں اور میں بیٹھ جاؤں؟

اب بتائیے نماز کو جس طرح بھی ممکن ہوا کھڑے ہوکر پایہ تکمیل تک پہنچایا۔ تو کس سبب سے صرف اور صرف تعظیم نبی علیہ السلام کیوجہ سے تو بتائیے اگر نماز میں نبی علیہ السلام کی تعظیم اور آپ کی جانب توجہ شرک کی طرف کھینچ کرلے جاتی ہے تو معلم صحابہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ پر شرک کا فتویٰ لگادو گے؟ اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا علمی مقام تو مجھے یہاں بیان کرنے کی حاجت نہیں آپ کا شمار سیدنا ابوبکر عمر علی رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے ساتھ ہوتا ہے عبداللہ بن عباس جیسی خیر الامۃ ہستیاں آپ کے شاگردوں میں ہے۔

حدیث نمبر 3:۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروری متفق علیہ حدیث ہے کہ

"امر رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ابا بکر ان یصلی با لناس فی مرضہ و کان یصلی بھم قال عروۃ فوجد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم من نفسہ خفۃ فخراج فاذ ابو بکر یو م الناس فلما راہ ابو بکر استاخر فا شار الیہ ان کما انت فجلس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حذآ ء ابی بکر الیٰ جنبہ فکان ابو بکر یصلی لصلوۃ رسول

اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ وسلم و الناس یصلون بصلوۃ ابی بکر"

یعنی جن دنوں نبی علیہ السلام سے تکلیف شرف حاصل کررہی تھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو حکم دیا کہ لوگوں کو نماز پڑھائیں"

پس ایک دن نبی علیہ السلام نے کچھ افاقہ محسوس فرمایا تو آپ نماز کے لئے مسجد کی طرف تشریف لائے اس وقت حضرت ابوبکر لوگوں کی امامت کررہے تھے جیسے ہی حضرت ابوبکر کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام تشریف لائے ہیں تو آپ پیچھے ہٹ گئے نبی علیہ السلام نے ان کی طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو پھر نبی علیہ السلام ان کے پہلو کی طرف تشریف فرما ہوگئے پس حضرت ابوبکر نبی علیہ السلام کی اقتداء کررہے تھے اور تمام لوگ حضرت ابوبکر کی اقتداء کررہے تھے۔

(صحیح بخاری شریف ج1 ص94 باب من قام الی جنب الامام لعلۃ۔2 صحیح مسلم ج1 ص179 کتاب الصلوۃ)

وضاحت حدیث:۔ درج بالا حدیث شریف میں بخاری و مسلم دونوں میں موجود ہے کہ **فخرج و اذا ابو بکر یو م الناس**

یعنی جب نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لائے تو حضرت ابوبکر امامت کروارہے تھے اس کا مطلب یہ ہے کہ نماز شروع تھی اور دوران نماز نبی علیہ السلام پہلی رکعت میں تشریف لائے اب دوران نماز حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کی خاطر جو پیچھے ہٹنے لگے تھے تو بتلائیے یہ تعظیم نبی علیہ السلام ان کو شرک کی طرف کھینچ کرلے گئی؟ اور کیا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جیسی ہستی

کونماز کی اہمیت یا بارگاہ خدواندی کے آداب کا پتہ نہیں تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ بھی کر رہے ہیں اور تعظیم بھی بجالا رہے ہیں۔

معلوم ہوا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنھم کا نظریہ تھا کہ وہ دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کر دینا یا نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالا نا ہرگز ہرگز نماز پر کوئی منفی اثر نہیں ڈالتا یہ محض شاہ اسماعیل دہلوی کی نماز ہے اور انہیں کی توحید ہے کہ دوران نماز گائے بیل گدھے کا خیال تو اتنا برا نہیں مگر نبی علیہ السلام کا خیال اور آپ کی طرف توجہ گائے بیل گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ بدتر ہے۔

(نعوذ با للہ من ھذہ الھفوات)

کتاب وسنت میں ہمیں صحابہ کرام کی پیروی کا حکم ہے نہ کہ شاہ اسماعیل دہلوی کی تحقیق انیق پر عمل کرنے کا

حدیث نمبر4:۔ حضرت سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ

”ان رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ذھب الی بن عمر و بن لیصلح بینھم فحانت الصلوۃ فجاء المئوذن الی ابی بکر فقال اتصلی اللناس فاقیم قال نعم فصلی ابو بکر فجاء رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم والناس فی الصلوۃ فتخلص حتی وقف فی الصف صصفق الناس وکان ابو بکر لا یلتفت فی صلوتہ فلما اکثر

الناس التفتفیق التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ضا ستا ر الیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان امکث مکا نک فر فع ابو بکر یدیہ فحمد اللہ علی ما امر بہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و الہ وسلم منذالک ثم استاخر ابو بکر

حتی استوی فی الصف وتقدم رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم فصلی فلما انصرف قال یا ابا بکر ما منعک ان تثبت اذا امر تک فقال ابو بکر ما کان لا بن ابی صحافۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ما لی رائیتکم اکثرتم التصفیق من نابہ شئی فی الصلوۃ فلجسبح فا نہ اذا سبح التفت الیہ وانما التصفیق للنساء“

یعنی حضرت سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم بنی عمر و بن عوف کے قبیلے میں صلح کروانے کے لیے تشریف لے گئے پیچھے نماز کا وقت ہوگیا۔ موذن حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کرنے لگا اگر آپ جماعت کروادیں تو میں اقامت کہوں؟

آپ نے فرمایا۔ اقامت پڑھو۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نماز پڑھانی شروع فرمادی تمام لوگ نماز میں تھے کہ نبی علیہ السلام تشریف لے آئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نمازیوں کے درمیان میں سے سمٹتے اور جگہ بناتے پہلی صف تک تشریف لائے جب لوگوں کو معلوم ہوا کہ نبی علیہ السلام ہیں تو انہوں نے

تصفیق شروع کر دی یعنی ھاتوں پر ہاتھ مار کر حضرت ابو بکر کو مطلع کرنے کی کوشش کرنے لگ۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ جب نماز شروع فرما دیتے تو کسی جانب کوئی توجہ نہ فرماتے تھے لوگوں نے جب بہت زیادہ تصفیق کی تو آپ متوجہ ہوئے تو آپ نے دیکھا کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پہلی صف میں تشریف لا چکے ہیں۔

نبی علیہ السلام نے فوراً اشارہ فرمایا کہ اپنی جگہ پر رہو اور امامت کرواتے رہو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور شکر ادا کیا کہ اس کے پیارے نبی علیہ السلام نے امامت کو برقرار رکھنے کا حکم دے کر اس قابل فرمایا ہے شکر بجالانے کے بعد حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے پہلی صف میں دوران نماز ہی آگئے اور آقا نبی علیہ السلام مصلی امامت پر جلوہ افروز ہو گئے جب نماز مکمل ہوگئی تو نبی علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔

اے ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ! جب میں نے تمھیں امامت پر ٹھہرنے کا حکم دیا تھا تو پھر تم رکے کیوں نہیں۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جواب عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابو قحافہ کے بیٹے ابو بکر کی کیا جرات کہ وہ نبی علیہ السلام کے آگے کھڑا ہو سکے۔ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاف فرمایا۔

کیا ہو گیا تھا کہ تم لوگ اتنی کثرت سے تصفیق کر رہے تھے جب بھی کوئی امر

دوران نماز پیش آیا کرے تو سبحان اللہ کہا کرو امام سمجھ جایا کرے گا تصفیق تو محض عورتوں کے لئے ہے۔ (بخاری ج1 ص94، مسلم ج1 ص179)

وضاحت حدیث:۔ درج بالا حدیث شریف میں مکمل صراحت موجود ہے کہ نماز شروع ہو چکی ہے اور دوران نماز صحابہ کرام نے تصفیق زور زور سے کی اور کثرت سے کی۔ کیوں؟

تا کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پتہ چل جائے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں۔

بتایئے:۔ صحابہ کرام دوران نماز یہ سارا کام نبی علیہ السلام کے لیے کر رہے ہیں یا نہیں؟ دوران نماز ان کی توجہ نبی علیہ السلام کی طرف گئی یا نہیں؟ دوران نماز ہی نبی علیہ السلام کی تعظیم کی خاطر وہ سب کیا یہ خواہش نہیں کر رہے ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیچھے آجائیں اور نبی علیہ السلام مصلی پر پہنچ جائیں؟

پھر حضرت ابو بکر صدیق کا رخ تو قبلہ شریف کی طرف، جب بہت زیادہ تصفیق ہوئی تو بخاری مسلم دونوں میں ہے۔ التفت فرای رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا نبی علیہ السلام پہلی صف میں حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیچھے کی طرف ہیں جب تک حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ چہرہ مبارک پیچھے کی جانب نہ پھیریں تب تک نبی علیہ السلام کو دیکھ نہیں سکتے تو پتہ چلا کہ دوران نماز حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبلہ

شریف سے رخ انور پھیر کر ذات مصطفیٰ علیہ التحیۃ والثناء کو دیکھا پھر نبی علیہ السلام کی تعظیم بجالاتے ہوئے پچھلی صف میں آ گئے۔

بتایئے؟ نبی علیہ السلام کی طرف دوران نماز توجہ کی یا نہیں اور تعظیم بجالائے یا نہیں؟

نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے سوال فرمایا تو عرض کی ابوقحافہ کے بیٹے کی کیا جرات کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے آگے کھڑا ہو جائے تو ثابت ہوا کہ وہ تعظیم کی خاطر ہی پیچھے آئے تھے۔

پھر نبی علیہ السلام نے ضرورت کے وقت تسبیح و تصفیق کا مسئلہ بتایا مگر یہ تو نہیں فرمایا کہ تم لوگوں نے چونکہ دوران نماز میری طرف توجہ لگا دی اور ابوبکر نے تو مکمل توجہ ہی لگا دی چہرہ بھی دوران نماز پیچھے کی طرف پھیر کر مجھے دیکھ لیا پھر میری تعظیم بھی بجالایا لہذا نماز بھی سب کی گئی اور تم شرک کے بھی مرتکب ہو گئے۔

اگر نبی علیہ السلام نے ایسا کوئی فتوی ارشاد نہیں فرمایا اور یقیناً نہیں فرمایا تو شاہ اسماعیل دہلوی اور ان کے پیروکاروں کو نبی علیہ السلام اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے بڑھ کر توحید کی فکر پڑی ہوئی ہے۔۔؟

حدیث نمبر 5:۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی متفق علیہ حدیث پاک ہے۔ کہ

"ان ابا بکر کا یصلی لھم فی وجع النبی صلی اللہ علیہ وسلم الذی تو فی فیہ حتی اذا کا ن یو م الا ثین وھم صفوف فی

الصلوۃ فکشف النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم ستر و الحجرۃ ینظر الینا و ھو قائم کا ن وجھہ ورقۃ مصحف ثم تبسم یضحک فھماان نفتتن من الفرح بر ویۃ النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم فنکص ابو بکر علی عقبیہ لیصل الصف و ظن ان النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم خاج الی الصلوٰۃ فاشا الینا النبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم ان اتمو ا صلاتکم وارنی الستر فت وفی من یومہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم"

یعنی حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ

فرماتے ہیں کہ

"نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مرض وصال والے دنوں میں حضرت ابوبکر رضی اللہ نماز پڑھایا کرتے تھے یہاں تک کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال اقدس والا دن پیر آ گیا اس کی نماز فجر ہے ہم سب لوگ صف بہ صف نماز میں ہیں۔

اسی دوران نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے حجرے مقدسہ کا پردہ اٹھا کر ہمیں دیکھنا شروع فرمادیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم حالت قیام میں تھے اور چہرہ اقدس خوشی سے ایسے لگ رہا تھا گویا کہ قرآن کا ورق ہو۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کھل کر مسکرانے لگے پس ہم نے مقمم ارادہ کر لیا کہ نماز سے توجہ ہٹا لیں اور صرف نبی علیہ السلام کا دیدار کرتے رہیں ایسا ارادہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے دیدار کی مسرت و فرحت کی وجہ سے ہم نے کیا۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی مصلیٰ چھوڑ کر پیچھے ہٹنے لگے کیونکہ

وہ سمجھتے تھے کہ شاید نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ پس نبی علیہ السلام نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز کو مکمل کرو اور اس کے بعد پردہ نیچے گرا دیا اسی دن آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے وصال فرمایا''

(بخاری شریف ج1 ص93 مسلم شریف ج1 ص179)

اسی حدیث میں صحیح مسلم میں حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے یہ مبارک الفاظ ہیں ''فجھتنا و نحن فی الصلوٰۃ من فرح بخروج النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ وسلم یعنی نبی علیہ السلام کے بارے میں سمجھے کہ آپ باہر نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں تو ہم دیوانے ہو گئے آپ کے دیدار کی وجہ سے حالانکہ ہم اس وقت نماز میں تھے۔

(صحیح مسلم ج1 ص179)

وضاحت حدیث:۔ درج بالا حدیث شریف میں واضح ہے کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حیات طیبہ ظاہری شہری کی یہ سب سے آخری نماز تھی۔ اسی دن دوپہر کے وقت آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وصال شریف ہو گیا چونکہ یہ پیر کے دن صبح کی نماز کا واقعہ ہے اس عمل کے خلاف نہ تو کسی آیت قرآنی کا نزول ممکن تھا کیونکہ قرآن پاک کی تکمیل اس سے قبل ہو چکی تھی۔ نہ ہی نبی علیہ السلام نے کوئی ایسی بات اس واقعہ کے خلاف وصال اقدس تک ارشاد فرمائی۔ جو اس امر کی ناسخ قرار پا سکتی ہے۔

لہذا اس حدیث محکم صریح ثابت میں یہ چیز واضح ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ

تعالیٰ عنہم نماز شروع فرما چکے ہیں کہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حجرہ مقدس کا پردہ اٹھا کر صحابہ کرام کو ملاحظہ فرماتے ہیں۔

جب انسان قبلہ رخ ہو تو حجرہ مقدسہ مسجد نبوی شریف کے بائیں جانب جا بنتا ہے اب آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بائیں جانب سے پردہ اٹھایا تھا۔ تو جب تک صحابہ کرام قبلہ سے رخ ہٹا کر نہ دیکھیں۔ وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار حالت نماز میں کر ہی نہیں سکتے۔ جس سے واضح یہ ہوا کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ نے دوران نماز چہرے قبلہ سے پھیر کر حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دیدار کیا۔ جب تک دل میں پہلے ارادہ نہ آئے توجہ نہ ہو تو کوئی کام معرض وجود میں نہیں آتا۔ لہذا یہ پتہ چلا کہ صحابہ کرام کے چہرے بھی نبی علیہ السلام کی جانب پھر گئے اور ان کی دلی توجہ بھی نبی علیہ السلام کی جانب ہو گئی تھی۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضی اللہ تعالیٰ کی یہاں بھی یہی کیفیت تھی کہ ''فنکص ابو بکر علی عقبیہ'' حضرت ابوبکر اپنی ایڑھیوں کے بل پیچھے ہٹنے لگے ہیں۔ یہ سمجھتے ہوئے کہ شاید نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔ کیا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابو بکر کو فرمایا کہ ابوبکر! تم نے دوران نماز میری تعظیم کی ہے کہ میری خاطر پیچھے ہٹنے لگے تو توجہ میری جانب کی لہذا تمھاری نماز ٹوٹ گئی ہے؟ ہرگز نہیں فرمایا۔ اسی طرح کیا باقی صحابہ کرام نے جو دوران نماز آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا دیدار فرمایا۔ قبلہ مقدسہ سے چہرے پھیر کر، اور دوران نماز ہی ان پر نبی علیہ السلام کے دیدار کی فرحت وخوشی کی وجہ

سے جو کیفیات طاری ہوئیں۔ ان کے باعث نبی علیہ السلام نے ان کی کوئی زجر وتوبیخ
فرمائی ؟ یا فرمایا کہ تمھاری نماز ٹوٹ گئی ؟ یا فرمایا کہ تم دوران نماز میری تعظیم میں چلے
گئے اور تعظیم شرک کی طرف کھینچ کر لے جاتی ہے لہذا تم مشرک ہو گئے ہو؟

جب صاحب شریعت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کوئی بات نہیں فرمائی بلکہ
ارشاد فرمایا" ان اتمو اصلاتکم" اپنی نماز مکمل کرلو، اگر نبی علیہ السلام فرماتے
کہ دوبارہ اپنی نماز پڑھو۔۔۔۔ ایسا نہیں فرمایا بلکہ اسی نماز کو پورا کرنے کا حکم فرمایا لہذا
ثابت ہوا کہ دوران نماز آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف توجہ کر دینے یا آپ کی
تعظیم بجالانے سے نماز فاسد نہیں ہوئی۔

مسئلہ نماز

آج بھی یہی مسئلہ ہے کہ نماز کے دوران شریعت کا امر ہے کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم کی بارگاہ میں پورے ادب و نیاز سے سلام عرض کیا کرو۔

نماز میں التحیات سے لیکر عبدہ ورسولہ تک تشہد واجب ہے واجب کوئی بھول
کر چھوڑ جائے تو سجدہ سہو واجب ہوتا ہے۔۔۔ ورنہ نماز دوبارہ پڑھنی پڑتی ہے اور اگر
کوئی جان بوجھ کر واجب چھوڑے گا گناہ گار بھی ہوگا اور نماز پھر دوبارہ پڑھنی پڑے گی
دوران نماز کسی اور مخاطب کر کے سلام کر دیا جواب دو۔۔۔۔ نماز فاسد ہوگی۔ لیکن
جب تک نبی علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض نہ کیا جائے نماز ہوتی نہیں
۔۔۔ تو جب سلام عرض کرو گے نبی علیہ السلام کی طرف توجہ لے جاتی ہے یا نہیں؟ اگر

محض زبان میں "السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ" اور خیال کسی اور طرف ہو تو
یہ محض غافلوں کی نماز ہے اور شریعت کا حکم ہے کہ جو کچھ تمھاری زبان پر ہو وہی دل
میں بھی ہو تو پھر لازم ٹھہرا کہ باقاعدہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں
دوران نماز اپنے آپ کو حاضر کرنا پڑے گا۔ توجہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف مبذول
کرنی پڑے گی اور پورے ادب و احترام اور عقیدت سے سلام کا نذرانہ پیش کرنا
پڑے گا۔ تب نماز ہوگی۔

بتاؤ! خود نبی علیہ السلام نے دوران نماز سلام پیش کرنے کا حکم اپنی تمام
امت کو ہمیشہ تک کے لئے دیا ہے یا نہیں؟

سلام کا حکم

صحیح بخاری میں صحیح سند کے ساتھ حدیث شریف موجود ہے۔

**"قولو االتحیات للہ والصلوات والطیبات السلام علیک
ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اسلام علینا و علی عبادہ الصالحین
،فانکم اذا قلتم ذالک اصاب کل عبد فی اسماء او بین اسمط
والارض اشھد ان لاالہ الااللہ و اشھد ان محمد عبدہ ورسولہ**

یہی حضرت عبداللہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نماز میں نبی علیہ
السلام نے تشہد پڑھنے کا حکم فرمایا اور یہی تشہد تعلیم فرمایا جو آج نبی علیھم السلام کی
امت پڑھتی ہے۔

اسی میں تعلیم فرمایا کہ تم نے میری بارگاہ میں سلام عرض کرنا ہے مجھے مخاطب کرکے اور اللہ کے باقی صالح بندوں پر بھی سلام بھیجنا ہے۔ جب تم یہ سلام عرض کرو گے اللہ کا ہر بندہ آسمان میں ہے یا زمین و آسمان کے درمیان میں تمام پر تمہارا یہ سلام پہنچے گا۔

اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں کا فریب

شاہ اسماعیل دہلوی کے پیروکاروں کا کہنا ہے کہ نماز میں سلام انشاءً نہیں ہوتا بلکہ حکایۃً ہوتا ہے۔ مطلب یہ کہ ہم سلام نئے سرے سے نہیں پیش کررہے ہوتے بلکہ شب معراج اللہ تعالیٰ نے اسلام علیک ایھا النبی کہہ کر جو سلام کیا تھا ہم اس کو بیان کررہے ہوتے ہیں۔ جواباً گزارش ہے کہ اس کی کیا سند ہے کہ واقعہ معراج میں ایسا ہوا تھا اور نماز میں وہی چیز رکھی گئی ہے لہٰذا تم اسی طرح کیا کو۔۔۔۔؟

یہ محض شاہ اسماعیل کے پیروکاروں کی من گھڑت بات ہے۔ شریعت مبارکہ اس بات سے بری ہے۔

تشہد کے بارے میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا نظریہ:۔

صحیح بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

کنّا اذا کنّا مع النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فی الصلوٰۃ قلنا السلام علی اللہ من عبادہ السلام علی فلان و فلان فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم لا تقولو اسلام علی اللہ فان اللہ ھو السلام

ولکن قولو التحیات للہ واصلوات ......الخ“

(صحیح بخاری شریف ج ا ص 115 مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

یعنی جب ہم نبی علیہ السلام کے ساتھ نماز پڑھ رہے ہوتے تھے تو قعدہ میں یوں کہتے ”سلام ہو اللہ پر اس کے بندوں کی جانب سے، سلام ہوں فلاں اور فلاں پر ۔۔۔۔ تو نبی علیہ السلام نے فرمایا اللہ تو خود ”السلام“ ہے تم اس پر سلام نہ کہا کرو بلکہ یہ الفاظ کہا کرو پھر نبی علیہ السلام نے اسی تشہد کے تمام کلمات طیبات تلقین و تعلیم فرمائے جن پر امت گامزن ہے۔

شاہ اسماعیل دہلوی کے پیروکار کہتے ہیں معراج کی حکایت ہے صحابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ معراج کی حکایت ہیں ہم اس طرح کرتے تھے اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے کلمات تعلیم فرمائے۔

پھر فرمایا کہ جب تم اس طرح سے سلام کہو گے ہر عبد صالح تک تمہارا سلام پہنچے گا ۔۔۔۔ حکایت میں تو سلام نہیں پہنچتا، سلام تو اسی وقت پہنچتا ہے جب نئے سرے سے اسی وقت کیا جائے۔ لہٰذا ثابت ہوا کہ کوئی حکایت اور ماضی کا قصہ نہیں ہوتا بلکہ اسی وقت سلام باقاعدہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عرض کرنا ہے۔

ورنہ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ نماز میں اتحیات اور اشھد ان لا الہ الا اللہ تو انشاء اللہ کے ذکر و تسبیح کرنے کے لئے اور اس کی الوہیت کی گواہی دینے کے لئے پڑھا جا رہا ہو لیکن نبی علیہ السلام پر سلام محض حکایتاً۔۔۔۔۔ یہ عجیب بات ہے۔

منافقین کی منافقت کا بڑا عنصر

اللہ پاک جلا شانہ قرآن پاک میں ارشاد فرماتا ہے۔

و اذا قیل لھم تعالو الی ما انزل اللہ و الی الرّسول رایت المنافقین یصدون عنک صدوداً" یعنی جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ اس چند کی طرف جو اللہ تعالی نے نازل فرمائی اور آؤ پیارے رسول ﷺ کی طرف تو آپ منافقین کو دیکھیں گے کہ وہ آپ ﷺ کی بارگاہ میں آنے سے رک جاتے ہیں۔

(پارہ 5 سورہ النساء آیت نمبر 61)

اسی طرح اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے

"واذا قیل لھم تعالو استغفرلکم رسول اللہ لووا لرؤسھم و ترایتھم یصدون و ھم مستکبرون"

جب انہیں کہا جاتا ہے کہ آؤ تا کہ رسول اللہ عزّ وجل ﷺ تمہارے لئے بخشش کی دعا فرمادیں، استغفار فرمادیں تو یہ منافق لوگ اپنے سروں کو انکار میں ہلانے لگ جاتے ہیں اور اے محبوب ﷺ! آپ ﷺ دیکھیں گے کہ وہ آپ ﷺ کی طرف آنے سے رک جاتے ہیں اور تکبر و غرور کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

(پارہ ۲۸ سورۃ المنافقون آیت نمبر ۵)

درج بالا دونوں آیات بینات میں قرآن پاک قطعاً واضح کر دیتا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ سے دوری اور آپ کی جانب عدم توجہی منافقین کا وطیرہ ہے۔

منافقین کی منافقت کا سب سے بڑا عنصر یہی تھا کہ وہ باقی احکام کی طرف اللہ تعالی کی نازل کردہ چیزوں کی طرف، اور نماز کی طرف آتے ہیں مگر نبی ﷺ کی بارگاہ اقدس میں توجہ کرنے سے کتراتے تھے۔ لہٰذا آقا نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس سے دوری اختیار نہ کریں جیسے اللہ تعالی کا ذکر انشاء اور ذکر کی نیت سے ہی نماز میں یا باہر کیا جاتا ہے اسی طرح نبی علیہ السلام کی بارگاہ اقدس میں سلام انشاء اور سلام کی نیت سے کیا جائے"

اہل عرفان کی تحقیق

حافظ ابن حجر (المتوفی ۸۵۲ھ) ارشاد فرماتے ہیں کہ اہل عرفان کی تحقیق یہ ہے کہ

"انّ المصلین لما استفتحو باب الملکوت بالتحیات اذن لھم بالدھول فی حریم الحی الذی لایموت فقرت اعینھم بالمناجاۃ فنبھو علی ذالک بواسطۃ نبی الرحمۃ و برکۃ متابعۃ فالتفتو فاذاً الحبیب فی حرم الحبیب حاضر فاقبلو علیہ قاتلین السلام علیک ایھاالنبی و رحمۃ اللہ و برکاتہ"

یعنی بے شک نمازیوں نے جب التحیات کے ذریعے باب الملکوت کو کھٹکھٹایا تو انہیں حی الایموت کے حریم اقدس میں داخلے کی اجازت مل گئی پھر وہ اس بات پر مطلع ہوئے کہ یہ سب نوازشات نبی رحمت ﷺ کے وسیلہ جلیلہ اور آپ کی

اتباع کی برکت کی وجہ سے ہیں انہوں نے توجہ جو کہ اچانک دیکھا کہ حبیب ﷺ اپنے حبیب اکبر عزّ وجل کی بارگاہ میں موجود ہیں۔

چنانچہ نمازی فوراً اسلام علیک ایھا نبی۔۔۔الخ کہتے ہوئے آپ کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہوئے۔

(فتح الباری شرح صحیح بخاری ج ۲ ص ۳۱۴ مطبوعہ مکتبہ سلفیہ)

علامہ ابن حجر علیہ رحمۃ فتح الباری میں مزید فرماتے ہیں

" قال الفاکھانی ینبغی للمصلی ان یستحفر فی ھذا المحل جمیع الانبیاء و الملائکۃ و المومنین یعنی یتوافق لفظہ مع قصدہ

یعنی علامہ عسقلانی نے ارشاد فرمایا کہ نمازی کو چاہئے کہ وہ اس جگہ (یعنی تشہد میں سلام کے وقت) تمام انبیاء کرام علیھم السلام اور ملائکہ کرام اور مومنین کو حاضر کرے یعنی تاکہ اس کی عبارت اس کے ارادے اور معنی کے مطابق ہوجائے"

(فتح الباری ج ۲ ص ۳۱۴ تا ۳۱۵)

سوال:۔ آپ نے پیچھے اسلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ برکاتہ کے بطور معراج کی حکایت کے سند طلب کی ہے جب کہ علامہ امام بدرالدین حمود عینی المتوفی ۸۵۵ھ) نے عمدۃ القاری شرح صحیح بخاری میں اس کا ذکر فرمایا ہے

جواب:۔ 1۔ علامہ عینی حنفی علیہ الرحمۃ نے نبی علیہ اسلام کی بارگاہ

تشہد کی حالت میں کسی سلام کے بطور ہونے کا قول نہیں فرمایا

2۔ علامی عینی علیہ الرحمہ نے باب تشہد میں فرمایا ہے

وقال الشیخ حافظ الدین السفی یعنی اسلام الذی سلم اللہ علیک لیلۃ المعراج یعنی امام عینی حنفی علیہ الرحمۃ نے "اسلام علیک" میں جو الف لام ہے اس کی بحث کرتے ہوئے کہ یہ الف لام عہد ذہنی کا ہے خارجی یا عہد حضوری کا ہے۔۔۔؟ کے حوالہ سے ارشاد فرمایا کہ الشیخ حافظ الدین سفی نے ارشاد فرمایا کہ نمازی یہ نیت کرے کہ "یارسول اللہ ﷺ میں آپ ﷺ پر وہ سلام بھیجتا ہوں جو سلام خود اللہ تعالی نے آپ پر فرمایا تھا تو اس بات میں حکایت کیا ہے؟ اب بھی تو نمازی اللہ تعالی والا وہ سلام نبی علیہ اسلام کی بارگاہ میں انشاء پیش کررہا ہے لہٰذا یہاں واقعہ معراج کی حکایت نہیں ہورہی بلکہ باقاعدہ وہی سلام پھر دوبارہ پیش کیا جارہا ہے۔

نتیجہ تحقیق

(1)۔تمام بحث کا نتیجہ یہ نکلا کہ دوران نماز اگر نبی علیہ السلام بلالیں تو آپ کی طرف توجہ کرنا اور حاضر ہونا فرض ہے اور نماز بھی فاسد نہ ہوگی۔

(2)۔دوران نماز حالت قعدہ پر باقاعدہ آپ کی بارگاہ اقدس کی طرف مکمل طور پر متوجہ ہوکر سلام کا نذرانہ پیش کرنا واجب ہے۔

(3)۔صحابہ کرام رضی اللہ عنھم اجمعین کا طریقہ تھا کہ دوران نماز وہ نبی علیہ الصلوٰۃ

والسلام طرف کامل اور بھرپور توجہ بھی فرما دیتے تھے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری پوری تعظیم بھی بجالاتے تھے لیکن کبھی اللہ تعالی نے وحی نازل فرما کر یا نبی علیہ السلام نے اپنے کسی ایک ارشاد میں بھی صحابہ کرام کو اس سے منع نہیں فرمایا۔۔۔۔نہ ہی اس تعظیم وتوقیر کے باعث کبھی صحابہ کرام کو مشرک قرار دیا اور نہ ہی ان کی نمازوں پر حکم فساد لگایا۔

معلوم ہوا کہ صراط مستقیم (مترجم) صفحہ 169 کی مذکورہ عبارت شاہ اسماعیل دہلوی کی بدعت سئیہ ہے کہ کتاب وسنت کے واضح احکام اور طریق صحابہ کرام سے واضح ٹکرا رہی ہے اور اس کے ساتھ نبی ﷺ کے خیال مبارک جو آپ کی بارگاہ کی طرف اپنی توجہ لگا دینے کو جو شاہ اسماعیل نے گائے، بیل، گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر لکھا یہ اس کی بارگاہ نبوت میں بڑی گستاخی اور دریدہ ذہنی ہے جس کا حساب بہر حال اسے اللہ اور رسول علیہ اسلام کی بارگاہ میں دینا ہے

مفتی صاحب مذکور کی مغالطہ آفرینی

مفتی رشید احمد صاحب اپنے اسی وعظ ''رمضان ماہ محبت'' کے صفحہ 46 پر ارشاد فرماتے ہیں۔

''بتایئے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہونے سے صحابہ کرام رضی اللہ

عنہ کی نماز ٹوٹنے لگی تھی یا نہیں؟ اس کی بجائے کوئی اور مخلوق ان کے سامنے آجاتی تو ان کا اس طرف خیال تک نہ جاتا نماز ٹوٹنا تو درکنار''

آپ توجہ فرمائیں کہ مفتی صاحب یہاں درج بالا عبارت میں یہ تاثر دینا چاہتے ہیں کہ نبی ﷺ کی طرف توجہ کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہ کی نماز بھی آپ ﷺ کی طرف متوجہ ہونے سے ٹوٹنے لگی۔

حالانکہ بحث اول میں ہم اللہ تعالی کے فضل وکرم سے کتاب وسنت سے قطعاً واضح کر آئے ہیں کہ نماز کے وہ مقامات جن میں نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک آجائے یا وہ مقام جہاں آپ ﷺ کی بارگاہ اقدس میں سلام عرض کرنا ہے ان مقامات نماز میں حضور نبی کریم ﷺ کی بارگاہ اقدس کی طرف متوجہ ہونے سے نماز مکمل واکمل ہوگی تا کہ نماز ٹوٹ جائے گی۔

مفتی رشید احمد صاحب اس مقام پر جس حدیث شریف کا حوالہ دے رہے ہیں وہ خود اس امر کی دلیل ہے کہ توجہ کردینے سے نماز نہیں ٹوٹی کیونکہ آقا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جیسے ہی حجرہ مقدسہ کا پردہ اٹھایا تو مفتی صاحب خود لکھ رہے ہیں۔

''صحابہ کی حالت ایسی ہوگئی کہ جو بیان سے باہر ہے۔ سب لوگ بے خود ہو گئے قریب تھا کہ نماز توڑ دیتے یہ تھے سچے محبّ اور پکے عاشق محبوب پر نظر پڑتے ہی

حال سے بے حال ہو گئے اور نماز جیسے اہم فریضے سے بھی توجہ ہٹ گئی‘‘

(رمضان ماہ محبت صفحہ 46)

درج بالا الفاظ سے واضح ہے کہ دوران نماز حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنی کامل توجہ نبی علیہ السلام کی جانب کر دی تھی۔

کیا اللہ تعالیٰ نے یا اس کے پیارے رسول علیہ السلام نے حکم صادر فرمایا کہ اے صحابہ! تمھاری اس توجہ کر دینے سے نماز ٹوٹ گئی۔ لہذا توبہ بھی کرو اور نماز بھی دوبارہ پڑھو؟ ہرگز نہیں۔۔۔۔ تو پتہ چلا کہ توجہ کر دینے سے نماز ہرگز نہیں ٹوٹتی اور نہ ہی فاسد ہوتی ہے اور نہ ہی مسلمان توجہ کر دینے سے کسی شرک کا مرتکب ہو جاتا ہے۔ رہ گیا مفتی صاحب کا یہ کہنا کہ ’’صحابہ کرام کی نماز ٹوٹنے لگی تھی یا نہیں؟

تو گزارش ہے کہ محض توجہ کر دینے سے نماز ہرگز نہیں ٹوٹنے لگی تھی کیونکہ بخاری و مسلم کی کثیر متفق علیہ احادیث سے ثابت ہے کہ اس سے پہلے بھی کئی مواقع پر دوران نماز صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف مکمل توجہ بھی کی تھی اور دوران نماز آپ علیہ السلام کی مکمل تعظیم بھی بجا لائے تھے اگر توجہ کرنے سے نماز نے ٹوٹنا ہوتا تو ان مواقع پر فرما دیا جاتا کہ اس طرح نماز ٹوٹ جاتی مگر ایسا کوئی حکم نازل نہیں ہوا۔

اس حدیث سے جو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ قریب تھا کہ صحابہ کرام کی نماز ٹوٹ جاتی اگر محض توجہ کر دینے سے نماز ٹوٹتی ہے تو پھر صحابہ کرام کی نماز ٹوٹ کیوں نہ گئی تھی جب کہ اس حدیث شریف میں الفاظ ہیں کہ

”ینظر الینا و ہو قائم کا ن وجهه ورقة مصحف ثم تبسم یضحک

(صحیح بخاری شریف جلد اول صفحہ 93)

یعنی نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے پردہ اٹھایا تو ہم سب نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی جانب متوجہ ہو گئے ہم نے دیکھا کہ ’’نبی علیہ السلام کھڑے ہیں اور ہماری طرف دیکھ رہے ہیں آپ کا چہرہ اقدس کھلے قرآن کی مانند نظر آ رہا ہے اور آپ کھل کر مسکرا رہے ہیں‘‘ دوران نماز جب تک کامل توجہ صحابہ کرام کی نبی علیہ السلام کی طرف نہ ہو اس وقت تک نبی علیہ السلام کے چہرے مبارکہ کی کیفیت اور آپ کی مسکراہٹ مبارکہ کی کیفیت دیکھی نہیں جا سکتی۔ پھر آگے اگلی سطر میں الفاظ ہیں۔

فنکص ابو بکر علیٰ عقبیه لیصل الصف و ظن ان النبی صلی الله تعالیٰ علیه وسلم خارج الی الصلوة

(صحیح بخاری جلد اول صفحہ 93، 94)

یعنی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ نبی علیہ السلام کی جانب ہو گئی اور وہ ایڑھیوں کے بل واپس ہٹنے لگ گئے تا کہ پیچھے صف میں شامل ہو جائیں

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی توجہ نبی علیہ السلام کی جانب دوران نماز ہوئی ہے اور وہ دوران نماز ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم بجالاتے ہوئے مصلی امامت چھوڑ کر پچھلی صف میں آرہے ہیں۔ پھر آگے الفاظ ہیں۔

" فَأَشَارَ اِلَيْنَا النَّبِی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم أَنْ أَتِمُّوا صَلَاتَكُمْ "

(بخاری جلد اول صفحہ ۹۴)

یعنی نبی علیہ السلام نے ہماری طرف اشارہ فرمایا کہ اپنی نماز مکمل کرلو"

اگر دوران نماز صحابہ کرام نبی علیہ السلام کی جانب متوجہ ہوکر دیکھ نہ رہے تھے تو انہوں نے نبی علیہ السلام کا اشارہ دیکھ کیسے لیا تھا اور اس اشارہ کا مطلب ومفہوم سمجھ کیسے گئے تھے؟

افسوس کہ مفتی صاحب اپنے مقتدا و پیشوا شاہ اسماعیل صاحب کا دفاع کرتے ہوئے میرے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت کا انکار کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔

کاش کہ مفتی صاحب کو جو اللہ تعالیٰ جل شانہ نے علم کی دولت سے نوازا تھا وہ اس کو نبی علیہ السلام کی عظمت کے دفاع میں خرچ کرتے لیکن نہیں بلکہ وہ اسے اپنے مولوی صاحب کے دفاع میں خرچ کررہے ہیں اور ایک شرعی حقیقت کے بدل دینے کا ان کو احساس تک نہیں ہورہا ہے۔

اگر توجہ کردینے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے تو آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کیوں نہیں اس وقت فرمادیتے کہ صحابہ کرام!

تم نے دوران نماز اتنی یکسوئی اور کامل طریقے سے توجہ میری جانب رکھی اور میرا دیدار

فرمارہے ہیں اور فرماتے ہیں نماز مکمل کرلو۔

اب یہاں مفتی رشید احمد صاحب کا اور ان کے پیشوا و مقتدا کا فتویٰ نہیں مانا جائے گا بلکہ اللہ کے پیارے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا حکم تسلیم کیا جائے گا۔

باقی رہ گیا کہ نماز ٹوٹنے لگی تھی تو اگر مفتی صاحب کو کوئی الفاظ ایسے حدیث شریف میں ملے ہیں تو اس کا مطلب صرف اور صرف یہ ہے کہ قریب تھا کہ صحابہ کرام نماز کو اسی جگہ چھوڑ دیتے اور نبی علیہ السلام کی طرف دوڑ پڑتے اور یہ بات بلا اختلاف واضح ہے کہ نبی علیہ السلام کے بلاوے کے بغیر اگر کوئی امتی دوران نماز آپ کی جانب چل کر چلا جائے گا اور نماز کو روک دے گا تو یقیناً نماز ٹوٹ گئی...... دوبارہ پڑھنی پڑے گی"

لیکن شاہ اسماعیل صاحب کی جس عبارت کا دفاع کرتے ہوئے مفتی صاحب نے سارے احکام شرعی کو بالائے طاق رکھتے ہوئے توجہ کرنے سے نماز کے فساد کا حکم ارشاد فرمادیا اور ساتھ ہی جمہور اہل اسلام کو بدعتی بھی فرمادیا، اس عبارت میں شاہ اسماعیل نے نبی علیہ السلام کے بلاوے کے بغیر آپ کی طرف چل کر جانے سے نماز پر فساد کا سبب بنایا، اسے باعث شرک قرار دیا اور گائے، بیل، گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی زیادہ برا قرار دیا"

لہٰذا جس حدیث شریف سے مفتی صاحب شاہ اسماعیل صاحب کی عبارت کا دفاع کرنا چاہتے ہیں اس حدیث شریف کا ایک ایک لفظ شاہ اسماعیل صاحب کے مؤقف کی کھلی تردید کررہا ہے۔ مفتی صاحب مذکور نے رمضان شریف کا وعظ کرتے کرتے اس گستاخانہ عبارت کا دفاع کرکے۔

"خود نہیں بدلتے، قرآن کو بدل دیتے ہیں" (اقبال)

کا اپنے آپ کو مصداق بنایا ہے۔ یہاں نیرنگی زمانہ دیکھئے کہ مفتی صاحب، شاہ اسماعیل صاحب کی غلط، خلاف اسلام عبارت کا دفاع کر کے امیر زمرہ اہل حق قرار پاجاتے ہیں اور شاہ اسماعیل صاحب کی عبارت کا رد کتاب وسنت کی واضح نصوص سے کر کے خواجہ کونین، رحمت عالمیان، شفیع روز جزا۔ میرے آقا و مولا فداہ روحی وقلبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا دفاع کرنے والے بدعتی قرار پاتے ہیں۔

لیکن کچھ کہا جائے ہمیں اس کی پرواہ نہیں...... ہمارا فریضہ اس بارگاہ کی عظمتوں کا دفاع ہے جس کے نام نامی اسم گرامی پر اپنا سب کچھ قربان کر دینا ہم معراج ایمان ہی نہیں، مقصود حیات اور اصل ایمان سمجھتے ہیں۔

مفتی رشید احمد صاحب نے اسی صفحہ اسی صفحہ ۴۶ پر یہ بات بھی فرمائی ہے کہ

"یہ تھے سچے محب اور عاشق! محبوب پر نظر پڑتے ہی حال سے بے حال ہو گئے اور نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹ گئی"

یعنی صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین دوران نماز نبی علیہ السلام کی جانب متوجہ ہو کر حال سے بے حال ہو جائیں، نماز جیسے اہم فریضہ سے بھی توجہ ہٹالیں تو سچے محب اور عاشق مفتی صاحب کے ہی ارشاد کی روشنی میں قرار پاتے ہیں اور ادھر اس کے بالکل برعکس شاہ اسماعیل صاحب دوران نماز نبی علیہ السلام کی طرف توجہ کر لینے کو گائے، بیل، گدھے کے خیال میں ڈوب جانے سے بھی بدتر لکھ دیتے ہیں۔ صحابہ کرام کا طرز عمل اور شاہ اسماعیل کا فتویٰ قطعاً ایک دوسرے کے بالکل متضاد اور الٹ جا رہا ہے اور ہر شخص کو ان دونوں باتوں میں واضح ٹکراؤ نظر آ جاتا ہے۔

لیکن مفتی صاحب کے لیئے پریشانی کا باعث یہ ہے کہ جو انہیں حق بات کہنے سے روکے ہوئے ہے کہ شاہ اسماعیل ان کے مقتداؤ پیشوا ہیں ادھر مفتی صاحب نے صحابہ کرام سے بھی تعلق کا اعلان کر رکھا ہے...... لہذا اس مشکل ترین صورت حال کا فقیہ عصر، حضرت اقدس نے حل یہ ڈھونڈا ہے کہ صحابہ کرام ایسا اس لئے کرتے تھے کہ وہ آپ کے عاشق اور سچے محب تھے...... رہ گئے اس کے بالکل برعکس فتویٰ دینے والے شاہ اسماعیل تو جناب! شاہ اسماعیل کا مسئلہ بدعتیوں کے لئے نہیں عشاق کے لئے ہے"

(کتاب مذکور صفحہ ۴۶)

افسوس کروڑ افسوس، اپنی جماعت سے فقیہ عصر کا لقب پانے والے اس حضرت اقدس پر کہ ملت اسلامیہ انہیں صحابہ کرام کے عقیدہ و عمل سے نور حاصل کر کے نبی علیہ السلام کی عظمت کا نظریہ رکھے یہ بدعتی قرار پاجائے...... اور شاہ اسماعیل صحابہ کرام کے عقیدہ و عمل کی دھجیاں اسی عقیدہ و عمل کو شرک قرار دے کر فضائے بسیط میں اڑا دیں تو وہ سچے عاشق و محبین کے قافلہ سالار قرار پائیں اور ان کا یہ ارشاد گرامی سچے عاشق کی دلیل بھی بن جائے۔

گذارش یہ ہے کہ شاہ اسماعیل کے عشق میں اگر تمہاری عقلیں مغلوب کر رہ گئی ہیں اور تمہارا عشق اس طرح قلب ماہیت کا شکار ہو چکا ہے تو ملت اسلامیہ کو تو اپنے جیسا مت خیال کرو۔

یا شاہ اسماعیل کے ارشاد کی روشنی میں حضرات صحابہ کرام پر شرک کا فتویٰ جاری کرو اور فرمان جاری کرو کہ صحابہ کرام گائے، بیل، گدھے کے خیال سے بھی بدتر خیال میں دوران نماز ڈوب جاتے تھے (نعوذ باللہ من ذلک) اور اگر صحابہ کرام سے حقیقی تعلق

ہے تو شاہ اسماعیل کے ارشاد کو نبی پاک علیہ الصلوۃ والسلام اور صحابہ کرام کی بارگاہ میں انتہائی گندی جسارت قرار دے کر انصاف پسندی کا عملی ثبوت فراہم کرو''

اللہ تعالیٰ جل شانہ تمہیں نبی علیہ السلام کے مقابلے میں آنے والی شخصیات سے دستبرداری کی توفیق عطا فرمائے۔ امین

تعلیم کے اتنے عام ہو جانے کے باوجود اپنے دور میں بھی جب میں نے نبی علیہ السلام کے مقابلے میں ایک مولوی صاحب کے دفاع کا فریضہ سرانجام دینے والی اس تحریر کو دیکھا تو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات سے جو میرا ایمانی وروحانی تعلق ہے......اس کے تقاضے نے مجھے مجبور کر دیا کہ میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اس عظمت کا دفاع کروں ورنہ میں اپنے آپ کو نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں انتہائی مجرم سمجھتا۔ اس کے علاوہ نہ اس تحریر کا کوئی مقصد ہے اور نہ ہی اس کا کوئی باعث۔

جیسے، جس سے کوئی تعلق ہو تو بندہ کا ضمیر خود اس تعلق کے تقاضوں کو محسوس کرتا ہے اور ان تقاضوں کو نبھانے کی کوشش کرتا ہے۔

اس کتابچے کو پڑھ کر میرے ضمیر پر بھی اس بارگاہ عالی وقار کے ساتھ تعلق کے تقاضوں نے ہجوم کر دیا اور تعلق کے تقاضوں کے اس ہجوم کے آگے مطمئن اور بے فکر بیٹھے رہنا، مجھے اپنے تعلق کی موت نظر آ رہا تھا......میں نے لکھا جو لکھا۔

باقی ہر ایک کی اپنی سوچ، اپنا ضمیر، اپنی مرضی

اور حیرت کی انتہا نہیں رہتی کہ ایک طرف آقا نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی طرف دوران نماز توجہ کو باعث فساد نماز، باعث شرک اور گائے، بیل

گدھے سے بدتر قرار دیتے ہیں اور دوسری طرف اگر باقاعدہ خود اپنی توجہ جان بوجھ کر نماز میں اپنے مولوی صاحب کی طرف کرتے رہیں تو الٹا خشوع وخضوع کے حصول کا ذریعہ قرار پاتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

بہت بڑے مفکر اسلام اپنی جماعت میں علامہ عبدالماجد دریا آبادی کی کتاب جو کہ اشرف علی تھانوی دیوبندی کی سوانح حیات ہے۔

''حکیم الامت'' مطبوعہ مکتبہ مدینہ لاہور کے صفحہ ۵۶ پر ہے۔

''نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے، لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین حالت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے جناب کو یا......کو نماز پڑھتے فرض کر لیا تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا بہرحال اگر یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جاوے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں''

جواب ملا ''محمود ہے جب دوسروں کو اطلاع نہ ہو، ورنہ سم قاتل ہے''

اب ان حضرات اقدس اور فقیہان عصر ومفتیان اعاظم کی نگاہ میں نبی علیہ السلام کی ذات بابرکات کا مقام کیا ہے اور اپنے شیخ جی کا مقام کیا ہے؟ خود غور کی زحمت گوارا فرمالیں۔

نوٹ:۔

اہلسنت وجماعت کا یہ مذہب نہیں کہ پوری نماز میں نمازی کی توجہ رہے ہی نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات بابرکات کی طرف بندہ نماز میں اللہ پاک جل شانہ کی بارگاہ میں اس کی عبادت کر رہا ہوتا ہے نماز میں جس جگہ آقا نبی کریم

شریف عرض کرنا ہے وہاں باقاعدہ آقا نبی کریم علیہ السلام کی بارگاہ کی طرف متوجہ ہونا اور جو الفاظ زبان سے کہہ رہا ہے اس کے معنی کی طرف ذہن ودل کا رہنا کمال نماز ہے۔

انہوں نے سمجھا کہ نبی علیہ السلام نماز کے لئے تشریف لا رہے ہیں۔اب یہاں دیکھیں

تمت بالخیر

نوٹ!!

☆...... منی آرڈر کی فیس زیادہ ہونے کی وجہ سے آپ کو سہولت دی گئی ہے کہ آپ ایک منی آرڈر پر ایک سے زیادہ ممبران کی فیس ایک ساتھ بھیج سکتے ہیں۔

☆...... ممبر شب حاصل کرنے کے لئے علیحدہ فارم کی ضرورت نہیں، آپ اسی فارم کو پُر کر کے بھیج سکتے ہیں۔

☆...... زیادہ ممبران ہونے کی صورت میں اس فارم کی فوٹو کاپی بھی استعمال کی جا سکتی ہے۔

☆...... تمام ممبران کو مطلع کیا جاتا ہے کہ فارم جلد از جلد پُر کر کے روانہ کر دیں زیادہ تاخیر کی صورت میں کتاب نہ ملنے پر شکایت قابل قبول نہ ہوگی۔

☆...... اپنا ایڈریس مکمل اور صاف تحریر کر کے روانہ کریں ورنہ ممبر شپ حاصل نہ ہونے پر ادارہ ذمہ دار نہ ہوگا۔

☆...... پرانے ممبران خط کے علاوہ منی آرڈر پر بھی اپنا ممبر شپ نمبر ضرور تحریر کریں۔

☆...... اپنا رابطہ نمبر بھی ضرور تحریر کریں۔

☆...... ممبر شپ حاصل کرنے کے خواہش مند افراد دسمبر 2010ء تک اپنا ممبر شپ فارم جمع کرا دیں بصورت دیگر ممبر شپ کا حصول مشکل ہوگا۔

☆...... براہِ کرم منی آرڈر جس نام سے روانہ کریں، خط بھی اسی نام سے روانہ کریں تا کہ خط اور منی آرڈر کے ضائع ہونے کا امکان نہ رہے۔

محترم المقام جناب.......................... السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

جیسا کہ آپ کے علم میں ہے کہ جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان اپنے سلسلہ مفت اشاعت کے تحت ہر ماہ ایک مفت کتاب شائع کرتی ہے جو کہ پاکستان بھر میں بذریعہ ڈاک بھیجی جاتی ہے گزشتہ دنوں جمعیت نے سال رواں کے لئے اپنے سلسلہ مفت اشاعت کی نئی پالیسی کا اعلان کیا ہے جس کے تحت ممبر شپ حاصل کرنے کی فیس -/100 روپے سالانہ ہی کو برقرار رکھا گیا ہے۔

اس خط کے ذریعے آپ سے التماس ہے کہ آپ اس خط کے آخر میں دیئے ہوئے فارم پر اپنا مکمل نام اور پتہ خوشخط لکھ کر ہمیں منی آرڈر کے ساتھ ارسال کر دیں تاکہ آپ کو نئے سال کے لئے جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان کے سلسلہ مفت اشاعت کا ممبر بنالیا جائے۔ صرف اور صرف منی آرڈر کے ذریعے بھیجی جانے والی رقم قابل قبول ہوگی، خط کے ذریعے نقد رقم بھیجنے والے حضرات کو ممبر شپ جاری نہیں کی جائے گی۔ البتہ کراچی کے رہائشی یا دوسرے جو حضرات دستی طور پر دفتر میں آکر فیس جمع کروانا چاہیں تو وہ روزانہ شام 5 بجے سے رات 12 بجے تک رابطہ کر سکتے ہیں، ممبر شپ فارم جلد از جلد جمع کروائیں۔ دسمبر تک وصول ہونے والے ممبر شپ فارم پر سال کی پوری 12 کتابیں ارسال کی جائیں گی البتہ اس کے بعد موصول ہونے والے ممبر شپ فارمز پر مہینے کے اعتبار سے بتدریج ایک ایک کتاب کم ارسال کی جائے گی مثلاً اگر کسی کا فارم جنوری میں موصول ہوا تو اسے 11 کتابیں اور اگر کسی کا فروری میں موصول ہوا تو اسے 10 کتابیں ارسال کی جائیں گی۔

نوٹ: اپنا نام، پتہ، موجودہ ممبر شپ نمبر (منی آرڈر اور فارم دونوں پر) اردو زبان میں نہایت خوشخط اور خوب واضح لکھیں تاکہ کتابیں بروقت اور آسانی کے ساتھ آپ تک پہنچ سکیں۔ نیز پرانے ممبران کو خط لکھنا ضروری نہیں بلکہ منی آرڈر پر اپنا موجودہ ممبر شپ نمبر لکھ کر روانہ کر دیں اور خط لکھنے والے حضرات جس نام سے منی آرڈر بھیجیں خط بھی اسی نام سے روانہ کریں۔ منی آرڈر میں اپنا فون نمبر ضرور تحریر کریں۔ تمام حضرات دسمبر تک اپنا فارم جمع کرا دیں۔

ہمارا پوسٹل ایڈریس یہ ہے:
جمعیت اشاعت اہلسنّت پاکستان
نور مسجد کاغذی بازار، میٹھادر، کراچی۔ 74000

فقط
سید محمد طاہر نعیمی (معاون محمد سعید رضا)
شعبہ نشر و اشاعت 021-32439799
0321-3885445

....

نام.............................. ولدیت..............................

مکمل پتہ..

....

فون نمبر.............................. سابقہ سیریل نمبر..............................

نوٹ: ایک سے زائد افراد ایک ہی منی آرڈر میں رقم روانہ کر سکتے ہیں اور فارم نہ ملنے کی صورت میں اس کی فوٹو کاپی استعمال کی جا سکتی ہے۔